ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

آمنہ
پی ایچ ڈی اسکالر، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ۔
ڈاکٹر طاہر عباس طیب
استاد، شعبہ اردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ۔

پاکستانی خواتین شعراء کی نثری نظموں میں سماجی شعور

Amina*
Ph.D. Scholar, GC Women University, Sialkot.
Dr. Tahir Abbas Tayib
Assistant Professor, GC Women University, Sialkot.

***Corresponding Author:**

Social Consciousness in Prose Poems of Pakistani Women Poets

Life's complexities, challenges, and realities have been extensively explored in Urdu poetry. Female poets have played a pivotal role in driving the poetic revolution through their creative expressions. In order to address broader social Consciousness, intellectual concepts, and revolution, the poet has chosen Nazm instead of Ghazal as Nazm provides freedom to explore subjects in depth, creating an interconnected flow of ideas and themes in combined couplets. Female poets of Pakistan have tried to enlighten every aspect of life in their poetry whether it is social, cultural, religious or feminism conflicts or issues with their abilities to create an impact-full literary works through imaginative and symbolic expressions. They have tried their best to address these issues on national and international platforms. Female poets of Pakistan have incorporated various topics of life including ups and downs of life, society issues, religious cultures and cultural revolutions in their poetry. Moreover they have also addressed feminism in their poetry highlighting the injustice and unequal rights in their poetry. These topics are not just a source of

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31

great attention but also makes them unparalleled and distinctive from other female poets.

Key Words: *Poetic Revolution, Interconnected, Enlighten, Feminism, Symbolic.*

اکیسویں صدی کا آغاز ہوا تو جدید اُردو نظم کے میدان میں پاکستانی خواتین شعراء کی نئی اور توانا آوازیں منظر عام پر آئیں۔ اگرچہ ان خواتین شعراء کا شعری سفر بیسویں صدی کے آخری دہائیوں میں شروع ہوا تھا۔ لیکن اس جماعت میں نئے ناموں کی شمولیت نے اسے مزید چار چاند لگا دیئے۔

جدید اُردو نظم نے ہمیں حساس اور فکر مند فرد سے روشناس کرایا ہے جو ہمیں الجھنوں میں جکڑی دنیا کو نئے رنگ آہنگ سے سمجھنے کی فہم و فراست کا شعور دیتا ہے۔ اُردو شاعرات کی نظمیں قاری کی فہم و فراست کو ایک نئی جلا بخشتی ہیں۔ یوں جدید شاعرات نے اُردو نظم کو ثروت مند بنایا۔ انھوں نے نئی ہیئتوں اور نئی تراکیبوں کو اُردو نظم میں برتا۔ اس حوالے سے محسن نقوی لکھتے ہیں:

> ”صنف نازک نے اُردو ادب کی ترویج و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ ہندوستان میں سیاسی شکست و ریخت، سماجی نشیب و فراز اور معاشرتی اقدار کی تعمیر و تخریب کے دور میں عورت کو معاشرہ میں آزادیٔ اظہار کا حق چار دیواری سے باہر حاصل نہیں تھا۔۔۔۔ حالات کے بدلنے کے ساتھ سماجی اقدار نے بھی پیرہن بدلنا شروع کیا تو خواتین کے ادراک و آگہی اور شعور نے بھی اظہار کی راہ تلاش کرنا شروع کی۔“(۱)

جدید دور کی نظم نگار خواتین شعراء میں نجمہ منصور کا نام نثری نظم نگار کے حوالے سے سامنے آتا ہے۔ وہ نثری نظم کی اصل معنوں میں مزاج دان ہیں۔ نثری نظم میں نجمہ اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتی۔ شاعرہ کا شعری سفر بیسویں صدی کی آخری دہائیوں سے ہوتا ہوا اکیسویں صدی میں اپنے پورے آب و تاب سے نظر آتا ہے۔ نجمہ منصور کے منفرد اور دھیمے لب و لہجے، مخصوص انداز تحریر، امیجری اور علائم و رموز کے برملا اظہار نے جدید اردو نظم کے منظر نامے کو وسعت بخشی ہے۔ ان کی نثری نظموں میں متنوع موضوعات جن میں انسانیت سوز واقعات، سیاست اور سماج کے مسائل کا بہتا سمندر دکھائی دیتا ہے۔ نجمہ منصور ان تمام مسائل کی تصویر کشی اپنی نظم ”یہ دنیا ڈزنی لینڈ نہیں ہے“ میں کہتی ہیں:

یہ دنیا ڈزنی لینڈ نہیں ہے
جسے بمباری سے تم تباہ کر دو گے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

اور پھر چابی والے کھلونوں سے
دوبارہ سجالو گے
زندہ لوگوں کی بستی ہے
تم اسے موت کے پاس
گروی نہیں رکھ سکتے
ٹینکوں کے نیچے انسان کچلے جاسکتے ہیں
مگر خواب نہیں
خواب ایک آنکھ سے دوسری آنکھ میں
دوسری آنکھ سے تیسری
اور پھر
آنکھ در آنکھ سفر کرتے ہیں
کبھی نہیں مرتے (۲)

شاعرہ نے زندگی کے نشیب و فراز ، سماج کی دھڑکن اور تہذیب کی ہر کروٹ کو نثری نظم کے صفحۂ قرطاس پر محبت سے اُتارا ہے۔ ارشد محمود ارشد اپنے مضمون "نجمہ منصور کی دھڑکتی نظمیں" میں شاعرہ کی نثری نظم نگاری سے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

> "نجمہ منصور کی آزاد و نثری نظمیں اپنے قاری کو اسیر کرنا جانتی ہیں اور ان کا سرسری مطالعہ کر کے گزر جانا ممکن ہی نہیں ہوتا اور جیسے ہی قاری نجمہ منصور کی نظماتی جھیل میں غوطہ زن ہو کر ابھرتا ہے تو وہ خود کو ایک خوابیدہ جزیرے پر پاتا ہے جہاں جذبات و احساسات سے لہلہاتے پودے بھی ہیں اور کرب و اذیت کی ریت سے شرابور چٹیل صحرا بھی ۔۔۔اور معاشرتی نوحوں کی ہوک سے مزین بیابان بھی نجمہ منصور کی نظم کا ہر لفظ قاری کے دل کی دھڑکنوں کے ساتھ دھڑکتا ہے۔"(۳)

دکھ ہو یا سکھ ہو وہ اپنی شاعری میں محبت کا درس دیتی ہیں۔ جذبہ فکر کے ساتھ جذبہ محبت بھی ان کی نظموں کا خاصہ ہے۔ اردو نثری نظم کے اظہاری رموز سے بخوبی واقف ہیں۔ ان کی نظموں میں پیکر تراشی کا فن اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

تجربے کو بیان کی صورت دینے کا احساس ان کی شعری صلاحیت کی اصل پہچان ہے اور یہ اندازِ سخن شاعرات کی دنیا میں ان کے منفرد مقام کو متعین کرتا ہے۔ نظم ”جنگ کے بعد۔۔۔پہلی صبح “ میں وہ کہتی ہیں:

جنگ کے بعد پہلی صبح
ابدی اداسی اوڑھے
کھڑکی سے باہر جھانکتی ہے
دھوئیں سے بھرا آسمان اور
خاک سے بجھی زمین دیکھ کر
وہ خوف سے آنکھیں موند لیتی ہے
نظم کے پرندے بھی
بند آنکھوں کی سونی منڈیروں پر نہیں اترتے
وہ
ڈرے سہمے
ان ہزاروں سفید پرندوں کے ہمراہ
سنہرے پہاڑوں کی جانب اڑ جاتے ہیں
ایک نئی نویلی اجلی صبح کی تلاش میں (۴)

اب تک نجمہ منصور کے پانچ نظمیہ مجموعے اور کلیات کے علاوہ ”نظم کی بارگاہ میں“ کے نام سے حال ہی میں ایک نیا شعری مجموعہ شائع ہوا ہے جس میں شاعرہ نے کرداری نظمیں لکھ کر مختلف نظم نگاروں کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ بلاشبہ وہ اُردو نثری نظموں میں ایک منفرد اور نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ اسی طرح اردو نظم نگاری میں ایک اہم نام ثروت زہرا کا بھی ہے۔ جنھوں نے جدید. جہانِ شاعری میں صحرا نوردی کرتے ہوئے حیات و کائنات کے بے شمار روپ اور تجربوں کو محاکاتی انداز سے اپنی نظموں کی زینت بنایا ہے۔ وہ اسلوبیاتی سطح پر زبان و بیان کے اصولوں سے مکمل آگاہ ہیں، تو دوسری جانب ان کی بہت سی نظمیں قافیہ وردیف کی پابندی سے آزاد اور غیر شاعرانہ آہنگ کی مالک بھی ہیں۔ بقول ستیہ پال آنند:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

"ثروت صاحبہ نہ صرف نظم کی شعریات سے واقف ہیں بلکہ اس کے لوازمات کو اس خوبی سے استعمال کرتی ہیں کہ عام قاری محظوظ تو ہوتا ہی ہے لیکن باز آفرینی کے طور پر نظم کے مکرر مطالعہ سے ایک آگاہ قاری یہ بھی معلوم کر لیتا ہے کہ شاعرہ نے کس خوبی سے ان لوازمات کو برتا ہے۔"(۵)

ثروت زہرا نے اپنی نظموں میں رمز و علامت کا سہارا لیتے ہوئے لفظوں کو خوش سلیقگی کے ساتھ بیان کی صورت عطا کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کا اندازِ تحریر بوجھل لگنے کی بجائے دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔اس حوالے سے ان کی نظم "اختیار" قابل ذکر ہے۔

کیا ابھی تلک دل پر
اختیار باقی ہے
ناظرین ہستی کو
جبر کے تماشے میں
دیکھنا ہے کیا کیا کچھ
انتظار باقی ہے!
مٹھیوں میں لوہے کی
ساعتیں گلابی ہیں
جس کا زمانہ ہے
کھیل سے کھلاڑی تک
دل خموش روتا ہے
سوگوار باقی ہے
اختیار باقی ہے(۶)

ثروت زہرا کا شمار عہد حاضر میں تانیثی رجحانات کی حامل خواتین شعراء میں ہوتا ہے۔ثروت زہرا اپنی نظموں کے ذریعے پورے نظام کے خلاف بغاوت کی لے کو تیز کرتی دکھائی دیتی ہیں۔وہ عورت کی زبوں حالی کا نقشہ پیش کرتی ہیں۔وہ عورت سے متعلق تلخ قسم کی سچائیوں کا اظہار بڑے سلیقے سے کرتی ہیں۔ اُن کی نظم "عورت۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31

لامکانی" میں وہ کہتی ہیں:

سفر کو ہمراہ لے چکی تھی
مگر ہواؤں کا کیا بھروسا
زمین نہیں آسماں نہیں ہے
صحیفے لفظوں سے ڈر رہے ہیں
یہ پھول پوجا کے مر رہے ہیں
ہمارے ہمراہ لامکانی
ہر ایک عورت کی اک کہانی (۷)

جدید دور کی نظم نگاری کا ایک معتبر اور نمایاں نام عنبرین صلاح الدین کا بھی ہے جو نئی نسل کی نمائندہ شاعرہ کے طور پر سامنے آتی ہیں۔ ان کی نظموں میں موجود جذبات و احساسات ذاتی بھی ہیں اور آفاقی بھی۔ شاعری جہاں سماجی شعور، نفسیاتی حقائق اور تہذیبی قدروں کی پاسداری کرتی ہیں، وہیں اُن کی نظمیں معنوی تہہ داری کی بھی عمدہ مثال ہیں۔ عنبرین اپنی نظموں میں تمثال نگاری کے ذریعے دل فریب اور دل ربا نظاروں کی بہترین تصویر کشی کرتی ہیں۔ نظم "بول کنارے" دیکھیے:

کانچ کی چوڑی ہاتھ پہ توڑ کے
ٹکڑوں میں اک خواب سجایا
بادل میں اِک شکل بنا کر
پورے سال کی بارش آنکھ سے برسادی
رخساروں سے پلک اُٹھا کر
اس کے تیز کنارے سے اک چھید کیا اور
ایک لکیر لپک کر آئی۔۔۔
خوابوں سے تعبیر نکالی
کاغذ سے اک ناؤ بنائی
آنسو کی گہری بارش سے جل تھل کو اِک سار کیا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

کشتی میں اس دل کو رکھا

بول کنارے!

کتنا پانی آج کی شب دریا میں آیا!!(۸)

عنبرین نے جامع اور موئثر نظمیں تخلیق کیں۔ ان کی نظموں میں پُر اعتماد اور باصلاحیت انسان کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ڈاکٹر خورشید رضوی عنبرین کی شاعری سے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہماری معاصر شاعری میں نظم کی اچھی شاعری بہت کم ہو رہی ہے۔ ایسے میں نظم کے کسی اچھے شاعر کا ابھرنا بہت خوش آئند ہے۔وہ موضوع کے اعتبار سے جب اپنی تمثالیں تراشتی ہیں تو ان تمثالوں کی فضا کے ساتھ ہی اس شاعری کا جسم آتا ہے۔ کہیں ان کے ہاں ہندی ذخیرہ الفاظ بڑھ جاتا ہے۔ کہیں بالکل خارج ہو جاتا ہے۔"(۹)

عہد حاضر کی ایک اور باشعور اور خوش فکر شاعرہ عارفہ شہزاد نے اکیسویں صدی کی اردو نظم کو نئے لہجے، نئی ہیئت اور منفرد طرز بیان سے متعارف کروایا ہے۔ وسعت موضوعات ان کی نظموں کی پہچان ہے جو شاعرہ میں موجود گہرے ادراک و شعور کا پتہ دیتے ہیں۔ عارفہ شہزاد حساس شاعرہ ہیں جنھوں نے معاشرتی مسائل کے اثرات ک نا صرف قبول کیا بلکہ اُن کی نظموں میں عصری شعور کو بھی دیکھا جا سکتا ہے:

ہتھیلیوں میں ہے زمیں

اب ان برگ ریزاں درختوں پہ

نوخیز کونپل نہیں کھل سکے گی

یہاں اوس، زرتار پھولوں سے کب مل سکے گی؟

نہ باقی رہی آسمانوں کی رنگت شہابی

نہ چھیڑا کسی نے رباب سحابی

ترستی سماعت میں،

کوئی بھی آواز آتی نہیں آسماں سے!

ہم اجسام آبی و خاکی بھی جولان گاہ جہاں میں

کسی برگ و ساز حیات آفریں کا کہاں سے پتا لیں؟(۱۰)

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31

عارفہ کی نظمیں وجود سے موجود تک کا ایک دائرہ ہے جس کے گرد شاعرہ کی سوچ چکر لگاتی ہے۔ ان کی نظموں میں فطرت، مذہب، معاشرت، سیاست، نفسیات اور نسائیت جیسے عناصر پوری رعنائی کے ساتھ موجود ہیں۔ عارفہ شہزاد تہہ در تہہ پھیلی وسیع طلسمی کائنات کی تسخیر میں محو نظر آتی ہیں۔ وہ فطرت کے سربستہ رموز اپنی بصیرت اور تجربات کی نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ نظم "میں ہوں!" دیکھیے۔

میں ہوں!
اور مجھے میرے ہونے کی سرشاری ہر دم لیے پھر رہی ہے
زمین، آسمان کا
اور ان کہکشاؤں بھری کائناتوں کا
حصہ ہوں میں بھی!
میں ہوں!
میرے ہونے کی سرشاری، لمحوں کے اندر گھلی ہے
رگ وپے میں ہونے نہ ہونے کا ڈر کچھ نہیں ہے
مجھے چاند وسورج کی گردش سے کوئی گلہ بھی نہیں ہے (۱۱)

عارفہ شہزاد کی نظمیں نئی ہیئت اور اپنے منفرد اندازِ تحریر کی عمدہ مثال ہیں۔ ان کی شاعری میں جدید ہیئت اور نئے مضامین کا در آنا فطری عمل ہے۔ وہ لفظوں کے ذریعے ایسی پیکر تراشی کا کام لیتی ہیں کہ نظمیں الفاظ کا نیا اور انوکھا مجسمہ بن کر سامنے آتی ہیں۔ شاعرہ کے ہاں بھرپور تانیثی اظہار بھی ملتا ہے۔ ان کی نظمیں عورت کے حقوق اور حیثیت کے حوالے سے واضح نقطہ نظر پیش کرتی ہیں۔ رابعہ الرّبا اپنے مضمون "عورت ہوں نا! عارفہ شہزاد" کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> " عارفہ شہزاد کے شعری مجموعے "عورت ہوں نا" میں ایک ایسی عورت دکھائی دیتی ہے جو کہ نئے دور کی نئی عورت، نئے مسائل، نئے وسائل اور نئے سٹائل میں نظر آتی ہے۔ چوں کہ وہ خود دلیر ہے لہٰذا اس کے الفاظ میں بھی دلیری ہے۔ اس کے لفظ مصلحت کی تال پر رقص نہیں کرتے، حقیقت کو سلام کرتے ہیں۔" (۱۲)

عارف شہزاد جدید دور کی شاعرہ ہیں وہ چاہتی ہیں کہ عورت کے حق اور مقام کو تسلیم کیا جائے۔ وہ بحیثیت

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

انسان عورت کے حقوق کی بات کرتی ہیں:

مریم کی بیٹی نہیں تھی!
کیسی تنہائی تھی؟ بول آدم مجھے کچھ بتا
حوا ایسی ضروری تھی کیا
ایک نطفے سے کتنے جنے، مالکِ کُل بنے
یہ مجازی، حقیقی کا چکر ہے کیا
بن بیاہی تھی مریم مگر
لمس کی الجھنوں سے ذرا
ایسی تقدیس، میرے خدا
تو اگر چاہتا، مجھ میں دیتا جگا
تیرا جاتا ہی کیا[۱۳]

نثری نظم نگار ایک اور نام سدرہ سحر عمران جدید طرز حسیت کا باقاعدہ شعور رکھتی ہیں۔ ان کی نظمیں جدید دور کو درپیش تمام مسائل کا احاطہ کرتی ہیں۔ ان کی نظموں میں رنگین جذبوں کے بجائے تلخ اور سنگین مسائل کا بیان ملتا ہے۔ حقیقت پر مبنی ان نظموں میں تیکھا پن اور ایسے کئی عناصر موجود ہیں جو معاشرے میں پھیلے ناسور کے لیے کڑواہٹ کا باعث بنتے ہیں۔ شاعرہ کی نظموں میں موجود سختی اور تلخی بغاوت کا روپ دھار لیتی ہے مگر اس باغی رویے میں سچائی کا عنصر سر اُبھارے کھڑا ہے۔

آگ اور خون ہمارے قومی تہوار ہیں
ہم زمین کی ایڑیوں پر
گھومتے ہوئے
مٹی کو اپنی آنکھوں کے سرخ رومالوں میں
باندھ لیتے ہیں
ہم اپنی لاشوں پر کودتے پھاندتے
جنت کو ہاتھ لگانا چاہتے ہیں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

مگر ہمارے پاؤں
لہو سے چپچپا رہے ہیں
ہمارے بچے
بستے کھلونوں کی طرح
زندگی کے فٹ پاتھ پر سجے ہوئے ہیں (۱۴)

سدرہ کی نظموں میں انسان کے فطری جذبات، معاصر مسائل،سیاست اور سماج ،پوری حرکت اور حرارت سے سانس لیتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ وہ دوٹوک اور بے باک انداز سے ایسی تمام روایتوں کو توڑنا پسند کرتی ہیں جو انسان کی راہ میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔ اُن کی نظموں میں ہمدردی اور دردمندی کا گہرا احساس بھی ملتا ہے۔ سماجی عدم مساوات اور استحصال کا شکار انسان انفرادی اور اجتماعی دونوں حوالوں سے وہ شاعرہ کی نظموں کا موضوعِ خاص ہے۔یوں سدرہ عوامی شاعرہ کے طور پر ابھر کر سامنے آتی ہیں۔ نظم "شہر ادھیڑا جا چکا ہے" میں لکھتی ہیں:

جو نفرتوں کے خلاف قتل ہوئی
تم ہمیں اس سڑک سے منسوب کرو گے؟
ہم۔۔۔جو گم شدگی کا اشتہار بن کر
دیوار سے جا لگے ہیں
جن دنوں ہم نعرے سی سی کر
اپنے دن پورے کرتے تھے
اور سوچتے تھے کہ مٹی ہمیں پانی نہیں دے سکتی
تم ہمیں پرچموں سے مکان بنا کر دیتے
اور کہتے کہ سمندروں کے حق سے دستبردار ہو جاؤ
تب ہم اپنی آنکھیں کھود کر
ایک ادھڑا ہوا شہر دریافت کرتے تھے
اور سڑکوں سے پوچھتے تھے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

کہ۔۔۔"تم ہمارے راستے میں کیوں لکھے گئے ہو؟"(۱۵)

سدرہ سحر عمران کی نظموں میں تانیثی شعور کا پرچار بھی ملتا ہے۔ عورت پر تشدد، عورت ذات کی نفی، عورت کے حقوق کی پامالی کے خلاف وہ اپنے قلم کو جنبش دیتی ہے:

پھولوں کے ہار بیڑیوں میں کیسے بدلتے ہیں
چپ کی تھالی میں
ہاں کا جبری رنگ پھینکتے ہوئے
میں عزت کی سیاہ چادر میں
جذب ہو گئی
میری ڈور تھامنے والے کی شکل کیسی ہے
مجھے کیا مطلب
وہ اپنی سوچ کے گندے جوہر میں
عورت پن کی مچھلیاں شکار کرتے ہوئے
مجھ پر دیوانہ وار ہنستا ہے
میرے آنسو
نلکے کے پانی سے بھی ہلکے ہیں
ایک میلا کچیلا دل(۱۶)

سدرہ سحر عمران کی نظموں میں جدید موضوعات سے متعلق اقبال فہیم جوزی اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان کی شاعری جدید تعلم کی تمام جہتوں کو چھوتی اور پھر قارئین پر اپنا گہرا تاثر چھوڑتی ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ آنے والے وقتوں میں ان کی شاعری کے مزید نئے زاویے وا ہوں گے اور جدید نظم کے موضوعات اور تکنیک میں خوب صورت اضافہ ہو گا۔"(۱۷)

جدید طرز پر لکھنے والی شاعرات میں ایک اور نیا نام صفیہ حیات کا بھی ہے۔ اُن کی نظمیں احساسِ فکر کی حامل ہیں۔ ان میں موجود سماجی امیج اتنا مکمل دکھائی دیتا ہے کہ احساس خیال اور جذبے کی واضح ترسیل ہو جاتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

اردو نظم گو خواتین شعراء کا یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوتا، اس میں شبانہ روز اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح شاعرہ فاخرہ نورین اس نفسا نفسی کے دور میں اپنی نظموں کے ذریعے محبت کا درس دیتی ہیں۔ وہ بنیادی طور پر حقیقت پسند شاعرہ ہیں۔ زندگی کے متعلق دیگر معاملات کو حقیقی رنگ میں پیش پیش کرتی ہیں۔

اس طرح دیگر خواتین شعراء میں رخسانہ صبا، در شہوار، توصیف طلعت عروبہ اور سیماب ولید وغیرہ قابل ذکر ہیں جن کی نظموں میں سماجی شعور کو واضح دیکھا جا سکتا ہے۔ ان خواتین شعراء نے متعدد سماجی مسائل کو بے نقاب کرتے ہوئے انسانی بے بسی اور اس سے جڑے تمام مسائل کو موضوعِ زندگی بنایا ہے۔ انھوں نے ملکی حالات و واقعات کے ساتھ ساتھ سیاسی، سماجی، معاشی، ثقافتی، مذہبی اور تہذیبی موضوعات کو بھی اپنی شاعری میں شامل کیا۔ ان خواتین شعراء نے نئی تراکیب اور علامتی انداز میں معاشرتی جبر کی شکار خواتین کی عکاسی اُردو نظم کے پلیٹ فارم پر بہتر اور بھرپور انداز میں کی۔ یوں جدید دور میں اُردو غزل کی نسبت نظم کی جانب خواتین شعراء کا رجحان بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محسن نقوی، شاعرات کی شاعری، مشمولہ: خواتین کا نظم و غزل میلہ، مرتب: ضیا ساجد، علیم پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۳

۲۔ نجمہ منصور، سفید پرندے کا نوحہ، مکتبہ اسالیب، سرگودھا، ۲۰۲۴ء، ص ۱۱

۳۔ ارشد محمود ارشد، مضمون: نجمہ منصور کی دھڑکتی نظمیں، مشمولہ: ماہنامہ بیاض، لاہور، دسمبر ۲۰۲۰ء، ص ۱۹۰

۴۔ نجمہ منصور، سفید پرندے کا نوحہ، ص ۸۲

۵۔ ستیہ پال آنند، مضمون: ثروت کی نظم نگاری، مشمولہ: وقت کی قید، از ثروت زہرا، حلاج پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۳ء، ص ۱۵

۶۔ ثروت زہرا، وقت کی قید، حلاج پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۳ء، ص ۱۰۷

۷۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۸۔ عنبرین صلاح الدین، صدیوں جیسے پل، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص: ۱۳۔۱۵

۹۔ ایضاً،ص۱۲۰۱

۱۰۔ عارفہ شہزاد،خود کلامی کا روزنامچہ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۲۴ء،ص۱۱۷

۱۱۔ ایضاً،ص۱۱۰

۱۲۔ رابعہ الرّبا ، مضمون:عورت ہوں نا! عارفہ شہزاد، مشمولہ: نقاط، کتابی سلسلہ، شمارہ نمبر ،۱۵، نقاطِ مطبوعات، فیصل آباد،۲۰۱۷ء،ص۴۹۳

۱۳۔ عارفہ شہزاد،خود کلامی کا روزنامچہ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور۲۰۲۴ء،ص۸۷

۱۴۔ سدرہ سحر عمران،موت کی ریہرسل،موت کی ریہرسل،فکشن ہاؤس،لاہور،۲۰۲۰ء،ص۴۴

۱۵۔ ایضاً،ص۵۸

۱۶۔ ایضاً،ص۱۴۶

۱۷۔ اقبال فہیم جوزی،مضمون:سدرہ سحر عمران:ماورائیت،مشمولہ:استفسار،(مدیر:شین کاف نظام،عادل منصوری)،شمارہ:۲۷۔۲۸،کتابی سلسلہ،جون ۲۰۲۲ء،ص۶۴